امریکہ میں

اردو کی بڑھتی مقبولیت

محمد جہانگیر وارثی

محبان اردو کے لئے یہ جاننا کافی دلچسپی کا باعث ہے کہ اردو زبان نے دور دیش امریکہ میں ان دنوں تیزی سے مقبولیت حاصل کی ہے۔ اور اس مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ آج ویب پر بھی اردو زبان بہت نمایاں طور سے موجود ہے۔ ویب سائٹ پر شاعری اور ادب کی دیگر اصناف آسانی سے اردو رسم خط میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ امریکہ تنوع اور رنگا رنگی کی سرزمین ہے۔ ہر روز سینکڑوں نئے تارکینِ وطن امریکہ آتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان تارکینِ وطن کو بہتر طور پر سمجھنے اور ان کی ضرورتوں کا احساس کرنے کے لئے غیر ملکی زبان کے پروگرام چلانے کے کافی امکانات موجود ہیں۔ کیونکہ صرف ۹ فیصد امریکی ایسے ہیں جو اپنی مادری زبان اور دوسری کوئی زبان بھی یکساں روانی سے بول سکتے ہیں جبکہ ایسے یوروپی باشندوں کی تعداد ۵۳ فیصد ہے جن کو اپنی زبان اور کسی دوسری زبان پر بھی یکساں عبور حاصل ہے۔

جولائی ۲۰۰۴ کی ایک یو ایس سرکاری رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ دہشت پسندی مخالف اور کاونٹر انٹلی جنس سے تعلق رکھنے والے شعبوں میں زبانوں کے مترجمین کی زبردست کمی ہے۔ اگرچہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں لیکن اس ایجنسی کو بھی ان زبانوں میں کافی مہارت رکھنے والے لوگ تلاش کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہے اور ترجمہ طلب مواد کا انبار لگتا جا رہا ہے۔ ان رپورٹوں کے مطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کو ۹ فیصد اردو مترجم کی ضرورت تھی جو یکم اپریل ۲۰۰۴ میں بڑھ کر صرف ایف بی آئی کے لئے ۲۹ فیصد ہو گئی۔

۲۰۰۲ میں امریکہ میں ۱۱۴ اضافی زبانوں کی تدریس کا انتظام تھا۔ ان اضافی زبانوں کے طلبا پورے ملک میں ۲۵۰۰۰ تھے۔ کچھ زبانوں جیسے کے ارمانک، ہوائی، ہندی، فارسی، پولش، سواحلی اور ویتنامی کے پڑھنے والوں کی تعداد ۱۰۰۰ سے زیادہ تھی۔ اردو اور پشتو جیسی انتہائی اہم زبانوں سمیت بقیہ زبانیں بہت کم لوگ پڑھتے تھے۔

ان ضرورتوں کی تکمیل کے لئے حکومت نے خصوصی رسورس سینٹر قائم کئے۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں ٹائٹل VI نیشنل رسورس سینٹر ان ضروریات کی تکمیل کے انتہائی اہم وسائل ہیں۔ ان قومی وسائل مراکز نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق کم پڑھائی جانے والی زبانوں، جن کو لیس کو منلی ٹاوٹ لینگویج کہتے ہیں، میں ۶۰ فیصد سے زیادہ طلبا ایسی ۱۰ زبانیں پڑھتے ہیں جن کو امریکی محکمۂ دفاع کے نیشنل سیکیورٹی ایجوکیشن پروگرام کے تحت اہم زبان سمجھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ۲-۲۰۰۱ میں جاپانی زبان پڑھنے والے طلبا کی تعداد ۵۵۸۰ تھی۔ چینی پڑھنے والے طلباء ۵۰۵۰ تھے۔ روسی پڑھنے والوں کی تعداد ۲۲۰۵ عربی پڑھنے والوں کی ۲۰۴۵، کوریائی پڑھنے والوں کی ۱۵۲۵، ہندی / اردو پڑھنے والوں کی ۸۴۰ اور فارسی پڑھنے والوں کی تعداد ۸۰۰ تھی۔ اس کے علاوہ ٹائٹل VI ایف ایل اے ایس فیلوشپ پانے والوں کی سب سے بڑی تعداد ان لوگوں کی ہی ہے جو یہ زبانیں پڑھ رہے ہیں۔

حکومت کے اندر اور باہر دونوں طرف غیر ملکی زبانوں کے ماہرین کو اس کی تشویش ہے کہ غیر ملکی زبانیں روانی کے ساتھ بولنے والوں کی جو ضرورت قوم کو ہے وہ پوری نہیں ہو رہی ہے۔ سرد جنگ کے دنوں میں قومی دفاعی تعلیمی قانون کے تحت غیر ملکی زبانوں اور غیر ملکی علاقہ جات کے مطالعہ کے لئے حکومت نے مدد دینے کا کام شروع کیا۔ اس وقت امریکی یونیورسٹیوں کے

تصاویر بشکریہ: ایم جے وارثی

۳۰۰۰۰ یا اس سے زیادہ ایسے طلبا کو مدد دی جانے لگی جو ہر سال روسی زبان اور علاقہ کے کورس میں داخلہ لیتے تھے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کے حملے کے بعد پھر ایک بار امریکیوں کو مختلف زبانوں، خاص کر مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کے خطوں کی زبانوں میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت کا احساس ہوا ہے۔

صرف وفاقی حکومت میں ۷۰ سے زیادہ ایجنسیاں ایسی ہیں جن کو غیر ملکی زبانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ایک ایجنسی نے تو امریکی کانگریس کو یہاں تک رپورٹ دی ہے کہ ۸۰ مختلف زبانوں کے جاننے والے ۳۰۰۰۰ سے زائد لوگوں کی اسے ضرورت ہے۔ جنرل اکاؤنٹنگ آفس کی جنوری ۲۰۰۲ کی ایک رپورٹ میں یہ کہا گیا کہ زبان کی تربیت حاصل کرنے والے عملہ جات کی تعداد میں کمی کی وجہ سے اس ایجنسی کے کام کاج پر منفی اثر پڑ رہا ہے۔ اور امریکہ کی فوج، قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں، انٹلی جنس، دہشت گردی مخالف اداروں کے کام کاج اور سفارتی کوششوں میں رکاوٹ آرہی ہے۔

غیر ملکی علاقوں اور زبان کے ماہرین کیلئے امریکی ضرورت پوری کرنے میں حوصلہ افزائی اور مدد کیلئے وفاقی حکومت نے ان پروگراموں کو مدِنظر رکھتے ہوئے فیلو شپ منظور کی ہے۔ ۲۰۰۲-۳ کے تعلیمی سال میں یہ طلبا پورے ملک کے اندر ۵۰ سے زیادہ یونیورسٹیوں کے ۱۶۳۱ گریجویٹ طلبا میں شامل تھے جن کو ۱۰۳ کم پڑھائی جانے والی زبانوں کی تدریس کے لئے فورن لینگویج اینڈ ایریا اسٹڈیز فیلوشپ دی گئی۔

امریکی یونیورسٹیوں میں کم پڑھائی جانے والی زبانوں کی تدریس میں گذشتہ ۴۵ برسوں میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۵۹ میں حکام نے سویت یونین کے اسپتنک چھوڑنے کے بعد امریکی کانگریس میں ایک باضابطہ قانون بنا کر پہلی بار وفاقی فنڈ سے غیر ملکی زبان پڑھنے والوں کو فیلوشپ دینے کا فیصلہ کیا اور ۶ زبانیں پڑھنے والے صرف ۱۷۱ طلبا کو فیلوشپ دی۔ امریکی کمشنر آف ایجوکیشن نے ان چھ زبانوں یعنی عربی، چینی، جاپانی، ہندی اردو، پرتگالی اور روسی کو اس وقت اہم زبانیں قرار دیا تھا۔

جو زبانیں کم پڑھائی جاتی ہیں ان میں سے ایک زبان اردو ہے۔ یہ زبان مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیائی خطے میں بہت بڑے پیمانہ پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ۹/۱۱ کے حملے کے بعد ان خطوں کی طرف توجہ بہت زیادہ بڑھ گئی اور اس طرح ان خطوں کی زبانوں کی طرف بھی توجہ بڑھی۔

اس کے علاوہ پورے امریکہ میں بہت سے اداروں میں یا تو اردو یا اردو/ہندی پروگرام شروع کیا گیا۔ ایسی درسگاہوں میں انڈیانا یونیورسٹی، لویولا یونیورسٹی۔ شکاگو، پرسٹن انسٹی ٹیوٹ فار انٹرنیشنل اینڈ ریجنل اسٹڈیز، روٹگرس یونیورسٹی، اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک۔ اسٹونی بروک، یونیورسٹی آف کیلیفورنیا۔ لاس اینجلس، یونیورسٹی آف ہوائی، ییل یونیورسٹی اور کولمبیا یونیورسٹی کے نام نمایاں ہیں۔ ان پروگراموں کے تحت ایسے بین موضوعاتی نصاب پیش کئے جاتے ہیں جن میں توجہ جنوبی ایشیا پر اور ہندی/اردو کی تدریس پر مرکوز رکھی جاتی ہے۔ ان میں سے بہت سی یونیورسٹیوں میں ساؤتھ ایشیا اسٹڈیز کیلئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو تعلیمی کانفرنس سیمینار، گول میز مذاکرات اور جنوبی ایشیا کے بہت سارے معاملات پر لیکچر اور علمی معاملات تک پہنچنے کے لئے مشترکہ علاقائی دلچسپی رکھنے والے طلبا اور اساتذہ کے بین موضوعاتی فورم کا اہتمام کرتی ہے۔ یہ ادارے انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ پروگرام چلاتے ہیں جن کے تحت بی اے اور ایم اے کی ڈگری دی جاتی ہے اس کے علاوہ بعض اس سے چھوٹے پروگرام بھی چلائے جاتے ہیں۔

مقابل صفحہ پر: واشنگٹن یونیورسٹی کی اردو ہندی کلاس۔
دائیں: واشنگٹن یونیورسٹی سینٹ لوئی کا ایشین لینگویجز ڈپارٹمنٹ۔
نیچے دائیں: واشنگٹن یونیورسٹی سینٹ لوئی کی لائبریری جہاں اردو کتابیں دستیاب ہیں۔
بالکل نیچے: محمد جہانگیر وارثی، واشنگٹن یونیورسٹی میں اردو کے استاد۔

اردو صرف سیاسی نقطۂ نگاہ سے ہی اہم نہیں ہے بلکہ تاریخی تحقیق کے لئے بھی اس کی کافی اہمیت ہے۔ برصغیر کے علاقہ کے بہت سے تاریخی دستاویزات مغلیہ عہد کے ہیں۔ اور زیادہ تر اردو میں لکھے ہوئے ہیں۔ ان دستاویزات کا ترجمہ کرنے اور ان پر تحقیق کرنے کے لئے اس زبان کے بولنے لکھنے اور پڑھنے

میں ماہر لوگوں کی ضرورت ہے۔ اسلام کے حوالے سے بھی یہ ایک اہم زبان ہے۔ قرآن واحادیث اور اسلامی فقہ پر قابل قدر اور مستند کاموں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اردو میں موجود ہے۔ اب ایسا بھی نہیں ہے کہ اس زبان میں صرف مذہبی ادب ہی دستیاب ہے بلکہ ترقی پسند سیکولر ادب کا ایک عظیم الشان سرمایہ بھی موجود ہے اور اسی وجہ سے یہ زبان اپنی قدر و قیمت کے باوصف اپنی ایک مخصوص اہمیت وافادیت رکھتی ہے۔ □

مصنف کے بارے میں: ایم جے وارثی نے لسانیات میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ سینٹ لوئی کی واشنگٹن یونیورسٹی میں استاد ہیں۔ mwarsi@artsci.wustl.edu پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔